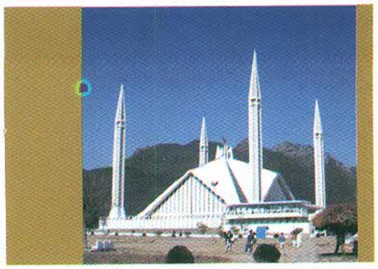

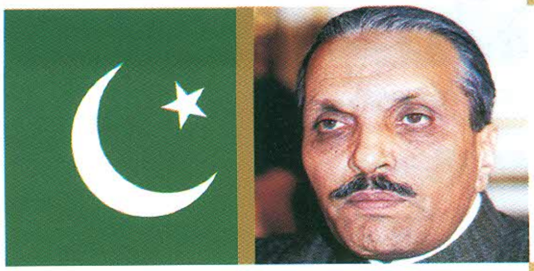

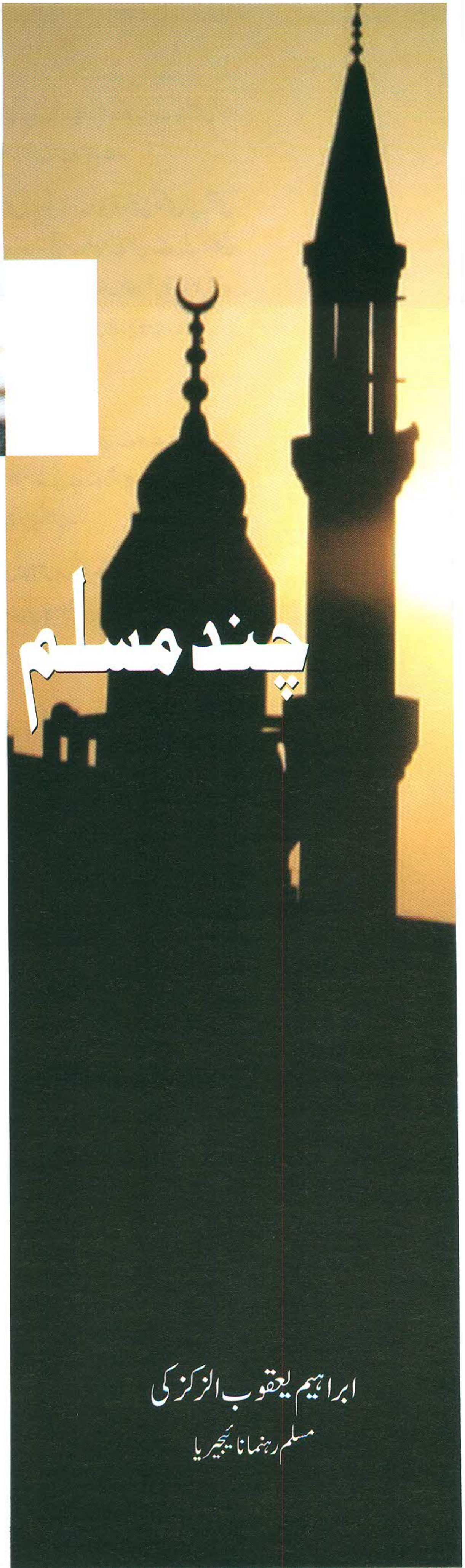

موجودہ دور میں شریعت کا نفاذ

چند مسلم ممالک کی مثالیں

ابراہیم یعقوب الزکزکی
مسلم رہنما نائیجیریا

دورِ جدید میں وہ مسلمان ممالک جو شریعہ کا نفاذ (یا اس کے نفاذ کا دعویٰ) کرتے ہیں انہیں تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی قسم روایتی ہے اور ایسے ممالک پر مشتمل ہے جہاں کافی عرصے سے شریعہ نافذ ہے اور مغربی استعمار انہیں اپنے آبادیات میں شامل نہیں کر سکا۔ دوسری قسم ان ممالک کی ہے جہاں شریعہ کا نفاذ جزوی ہے اور اس میں وہ ممالک شامل ہیں جو مغربی استعمار کے زیر تسلط رہے اور اب وحال ''جمہوری'' ریاستیں قائم ہیں۔ تیسری قسم میں وہ ممالک شامل ہیں جہاں شریعہ کلی طور پر نافذ ہوئی۔ یہاں پر ہی اسلامی انقلاب وقوع پزیر ہوا۔

بہت سے عرب ممالک جہاں روایتی بادشاہی نظام ہے پہلی قسم کے ممالک میں شامل ہیں۔ تاہم چند ممالک مثلاً مراکش اور اردن بھی نوآبادیات کے زیر تسلط رہے۔ اس قسم کے ممالک میں سعودی عرب نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہاں پر عدالتیں روایتی طور پر اسلامی قانونی نظام کا اطلاق کر رہی ہیں۔ سعودی عرب میں غیر تحریری آئین کے ساتھ مطلق بادشاہت بطور نظام حکومت موجود ہے۔ تمام فیصلے بادشاہ کی منظوری کے پابند ہیں۔ اس نظام کو بمشکل ہی شریعہ کے مطابق کہا جاسکتا ہے۔ بادشاہ قانون سے بالاتر ہیں کیونکہ کوئی عدالت ان پر مقدمہ قائم نہیں کر سکتی۔

اکثر ممالک دوسری قسم میں آتے ہیں بشمول ان چند عرب ممالک کے جہاں روایتی بادشاہت ہے۔ یہاں شریعہ جزوی طور پر نافذ ہے۔ ایسا زیادہ تر استعمار کی مداخلت کی وجہ سے ہے۔ ان ممالک میں نوآبادیاتی روایت جزوی شریعہ کے ہمراہ رائج ہے۔

قدیم شمالی نائجیریا بشمول موجودہ شمالی ریاستیں اسی قسم کے ممالک میں شامل ہیں۔ نوآبادیات کاروں نے یہاں پر چند حدود کے اطلاق کا راستہ روکا۔ تاہم شریعہ کبھی بھی نظام حکومت کے طور پر اپنانا ان کا نظریہ نہیں رہا۔ لہذا قدیم شمالی علاقے میں بھی، جس کا اپنا علیحدہ دستور تھا، کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں تھی جس کا تقاضا یہ ہو کہ اسمبلی کے علاقائی ایوان میں منظور کیے جانے والے بل اسلامی قانون کے مطابق

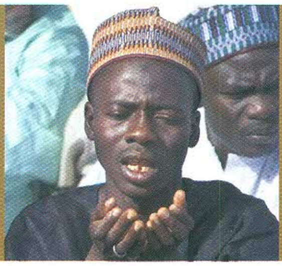

ہوں۔ اس قسم کے ممالک کی دو نمایاں مثالیں جنرل ضیاء الحق کے دور کا پاکستان اور جنرل جعفر النمیری کے دور کا سوڈان ہیں۔ دونوں جرنیلوں نے، جن میں بہت سی باتیں مشترک تھیں، اپنے اپنے ممالک میں شریعہ کو بطور قانون نافذ کرنے کی کوشش کی۔

پاکستان کا تجربہ

دنیا کے نقشے پر پاکستان واحد ایسا ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ سرکاری طور پر اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ تاہم، اس کا سیاسی اور قانونی نظام بڑی حد تک برطانوی نو آبادیاتی میراث کے طور پر موجود رہا ہے۔

مولانا عبداللہ درخواستی اور مولانا فضل الرحمان

جنرل ضیاء الحق جنہوں نے اقتدار فوجی بغاوت کے ذریعے حاصل کیا، انہوں نے شریعہ کا قانونی نظام ۱۹۸۰ء کی دہائی کے اوائل میں متعارف کرانے کی کوشش کی۔ اس نظام میں نہ صرف عدالتوں میں روایتی سزاؤں بلکہ معاشی پہلوؤں کا بھی احاطہ کیا گیا۔ مثال کے طور پر پرانے نظام کو بدلنے کے لئے سود سے پاک بینکاری کا نظام اور نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر بنک اکاؤنٹ متعارف کرائے گئے۔ یہ کام بہت دقیق تھا۔ حقیقت جلد کھل کر سامنے آ گئی: کہ ایسا کرنا جنرل کی پہنچ سے باہر تھا۔ جبر جہاں بھی استعمال ہوا اس لئے تھا کہ (حکومت کے) وفادار حاصل کئے جائیں اور سرکشوں کو سزا دی جائے۔ اس تجربے سے شریعہ کے بارے میں عوام کی کم فہمی بھی کھل کر سامنے آئی (جو یہ سمجھتے تھے) کہ یہ کوئی سزاؤں کا نظام ہے۔

سوڈان کا تجربہ

سوڈان میں نمیری کا تجربہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ اس نے شراب تلف ہونے کے عمل کی راہنمائی کی۔ اس بات کا سہرا اسی کے سر ہے کہ اب سوڈان میں لوگوں کی روزمرّہ زندگی میں شراب کا استعمال نہیں ہو رہا۔ اس کے دورِ حکومت میں بعض حدود کا نفاذ بھی کیا گیا تھا۔ اب کئی سالوں بعد لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ شریعہ کا غلط طور پر اطلاق کرنے کی وجہ سے اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ سوڈان میں تمام بڑی پارٹیوں نے شریعہ کو ہمیشہ کامیابی کے لئے ایک مہرے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

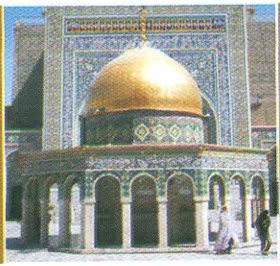
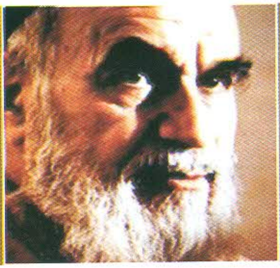

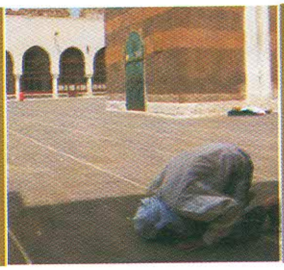

گی۔ دیگر سیاسی قوتوں (چند ایک اسلامی قوتیں ہونے کی دعوے دار) نے ان قوانین کی کلی تردید اور تنسیخ کا مطالبہ کیا۔ نمیری نے مارچ **1985** میں قوانین کو منسوخ کرنے کے امریکی مطالبے کو مان لیا لہٰذا یہ قوانین اگلے چند سال (**1985** تا **1989**) معطل رہے مگر تمام بڑی پارٹیوں نے انہیں ایک سیاسی چال کے طور پر استعمال کیا۔

ایرانی تجربہ

ایران میں اسلامی انقلاب کم وبیش **21** سال قبل کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ایران مسلمان ممالک کی تیسری قسم کی واحد مثال ہے جہاں شریعہ مکمل طور پر نافذ ہے۔

اسلامی انقلاب جس کی قیادت مرحوم امام خمینی نے کی تھی شاہ اور مطلق بادشاہت کے نظام کو اسلامی جمہوری نظام اور پرہیزگار لوگوں کی قیادت سے بدل دیا۔ موجودہ دور کے ایران میں، دونوں ریاست اور قوم کی قیادت ایک روحانی پیشوا کرتا ہے جو اسلامی قوانین اور اقدار کا نگہبان ہوتا ہے۔ اس پیشوا کے تحت شوریٰ نگہبان کام کرتی ہے جو علماء پر مشتمل ایک کونسل ہے جس کا کام ان تمام قوانین کا جائزہ لینا ہے جو مجلس شوریٰ (قومی اسمبلی) نے منظور کئے ہوں۔ شوریٰ نگہبان کا کام تمام مجوزہ قوانین کا جائزہ لینا اور یہ یقینی بنانا ہے کہ وہ شریعہ سے متصادم نہ ہوں۔ اگر شوریٰ نگہبان کسی قانون کو شریعہ کے منافی سمجھے تو وہ اپنی سفارشات کے ہمراہ بل مجلس کو واپس بھیج دیتی ہے۔ قانون کے طور پر کسی قانونی مسودہ کی توثیق اسی وقت ہی ہوتی ہے کہ جب شوریٰ نگہبان تصدیق کرے کہ وہ شریعہ کے مطابق ہے۔ شوریٰ کا انتخاب بھی مجلس (قومی اسمبلی) کی طرح عوام کرتی ہے۔ روحانی پیشوا، شوریٰ نگہبان اور مجلس کے علاوہ ایک صدر بھی ہوتا ہے، جس کا انتخاب عوام کرتے ہیں تا کہ وہ حکومت کا انتظامی شعبہ چلائے۔ وہ ملک کے دستور کا نگران بھی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آزاد عدلیہ بھی موجود ہے۔ شریعہ یہاں پر نہ صرف ایک قانونی نظام ہے بلکہ وہ بنیاد فراہم کرتے ہے جس پر تمام نظام چلتا ہے۔ تمام قوانین بشمول دستور، شریعہ کے تابع ہیں۔

نائیجیریا

شریعہ کا مکمل طور پر نفاذ صرف وہاں ممکن ہے جہاں نظام حکومت خالصتاً اسلامی ہو۔ شریعہ کے بطور قانونی نظام نفاذ کو ایک مکمل اسلامی نظام کے جزو کے طور پر دیکھا جانا چاہئے، ایک ایسا نظام جس میں زندگی کے تمام سیاسی، معاشی، سماجی، ثقافتی اور قانونی پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے۔

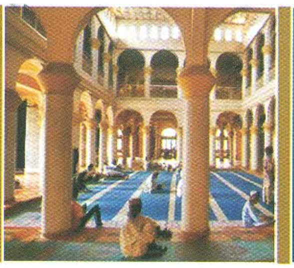

اگر نائیجیریا میں آج مسلمان شریعہ کا نفاذ بطور قانونی نظام نائیجیریا کے دستور کے تحت چاہتے ہیں تو وہ یقیناً ایسا کر سکتے ہیں مگر دو قسم کے تضادات کا سامنا کئے بغیر ایسا ممکن نہیں۔ ایک قسم کا تضاد دستوری ہوگا جسے شریعہ پر ترجیح حاصل ہوگی، لہذا اس طرح شریعہ دستور کے کنٹرول اور اس کے قواعد کے تحت چلے گی۔ دوسرا تضاد بذاتِ خود شریعہ کے ساتھ ہوگا جو، اللہ کا قانون ہونے کے ناطے تمام قوانین پر فضیلت کا متقاضی ہے۔ لہذا اس صورت میں نائیجیریا کے آئین کی بالادستی کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ایک اور تضاد جو لازمی طور پر ابھرے گا وہ یہ ہے کہ شریعہ کی تشریح کرنے کا حتمی اختیار کسے حاصل ہوگا؟ کیا یہ اختیار آئینی عدالت کو حاصل ہوگا کیونکہ شریعہ کو دستور کے تابع رکھا گیا ہے یا علماء کی غیر سرکاری کونسل کو، جس کا ذکر دستور میں موجود نہیں؟ یقیناً جس کو بھی یہ حتمی اختیار حاصل ہو اس کے پاس حاکمیت بھی ہونی چاہئے تاکہ وہ حتمی اختیار نافذ کر سکے۔

وہ لوگ جو شریعہ کو کسی بھی معاشرے میں نافذ کرنا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ پہلے وہ ریاست اور حکومت کو اسلامی بنائیں۔ شریعہ اس لئے ہے کہ اسے کوئی اسلامی حکومت، اسلامی ماحول میں نافذ کرے۔ کسی غیر اسلامی نظام حکومت میں شریعہ کا نفاذ مقصد کے حصول کی طرف قدم نہیں ہے۔ اس حقیقت کا واضح اظہار پیغمبر ﷺ کے اپنائے گئے طریقہ سے ہوتا ہے۔ قوانین پر مشتمل اکثر آیات مدینہ میں نازل ہوئیں جہاں پیغمبر ﷺ کو مکمل اختیار حاصل تھا۔ مکہّ، جہاں قریش کو حاکمیت حاصل تھی، وہاں نازل ہونے والی قرآنی آیات خاص طور پر ایمان لانے سے متعلق تھیں۔ شریعہ کا مقصد اسلامی نظام کی راہنمائی، حفاظت اور اس کی پاکیزگی (Purity) کا تحفظ ہے۔ اسلام کو پہلے بطور نظام رائج ہونا چاہئے اور پھر اس نظام کے راہنما اور محافظ کے طور پر شریعہ کا نفاذ ہونا چاہئے۔

نفاذ شریعت کی مخالفت کا ایک اظہار